تذکیر و موعظت

لطف الرحمن خان

علم دین کا حصول وقت کی اہم ضرورت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا جب اسلام میں کچھ باقی نہ بچے گا سوائے اس کے نام کے اور قرآن میں کچھ باقی نہ بچے گا سوائے اُس کے رسم الخط کے اُن کی مساجد آباد ہوں گی لیکن ہدایت سے خالی۔ اُن کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہونگے اُن کے پاس سے فتنہ نکلے گا اور انہیں میں لوٹ آئے گا۔ (مشکوٰۃ، باب العلم۔ راوی حضرت علیؓ)

آیئے اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھیں۔ پاکستان میں اقتدار حاصل کرنے یا کسی کو اقتدار سے محروم کرنے کے لئے اسلام کا نعرہ لگایا جاتا ہے لیکن اسلام کے نام پر اقتدار حاصل کرنے والے اسلام کو بالفعل نافذ کرنے سے اس لئے ڈرتے ہیں کہ کہیں وہ اقتدار سے محروم نہ ہو جائیں۔ کوئی جمعہ کی چھٹی کا اعلان کر کے اور کوئی صلوٰۃ کمیٹیاں قائم کر کے سمجھتا ہے کہ اس نے اسلام کا حق ادا کر دیا۔ انفرادی سطح پر نماز، روزے کا اہتمام کر کے ہم اس زعم میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ ہم بڑے مسلمان ہیں۔

عام مسلمانوں میں آج بھی ایسے خوش نصیب معقول تعداد میں موجود ہیں جو روزانہ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرتے ہیں۔ ان کے حصہ میں قرآن کے رسم الخط کی تلاوت کا ثواب تو آتا ہے لیکن اس کے علاوہ اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اُن کے دامن قرآن کی ہدایت و راہنمائی سے بالعموم خالی ہی رہتے ہیں۔ حفاظ کرام میں اکثریت اُن کی ہے جنہوں نے قرآن نہیں بلکہ قرآن کا رسم الخط حفظ کیا ہے۔ انہیں اُس قرآن کا حافظ کہنا درست نہیں ہے جو ھدًی لِلنَّاس ہے۔

ایصالِ ثواب کے لئے اور کاروبار یا عہدے میں ترقی کے لئے تلاوتِ قرآن کی رسم تو گھر گھر

© rasailojaraid.co

نظر آتی ہے لیکن اس سے ہدایت حاصل کرنے کی رسم کہاں ہے اور کتنی ہے؟

ہم لوگ سنتے ہیں کہ ہماری مساجد جمعہ جمعہ کے جمعہ آباد ہوتی ہیں لیکن وہاں سے ہمیں کیا ملتا ہے؟ نوّے فیصد سے زائد متفق علیہ مسائل پر تو کوئی بات نہیں کرتا الّا ماشاءاللہ۔ ہماری ساری تو یہ اختلافی مسائل پر مرتکز ہے۔ اس کا ذمّہ دار کون ہے؟ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلانے والے کتنے ہیں اور اپنے فرقے اور مسلک کی طرف بلانے والے علماء کتنے ہیں؟ سوچیے ہمارا علم اور ہماری صلاحیتیں کہاں صرف ہو رہی ہیں؟

اب ذرا اس پر بھی غور کریں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کیوں بتائی؟ کیا یہ ایک مجرد پیشین گوئی ہے یا اس کا کوئی مقصد بھی ہے؟ عام طور پر اس قسم کی احادیث سُن کر یا پڑھ کے ہم تعریف کرتے ہیں کہ آپؐ نے کیسی سچی پیشین گوئی کی تھی جو حرف بحرف پوری اتری۔ لیکن اس سے آگے اس کے مقصد پر ہماری نظر نہیں جاتی۔ اگر ہم نے قرآن سمجھ کے پڑھا ہوتا تو ہمیں معلوم ہوتا کہ آپؐ کے فرائض منصبی میں ایک اہم فرض انذار یعنی خبردار کرنا بھی تھا تب مقصد بھی سمجھ میں آتا کہ دراصل ہمیں خبردار کیا گیا ہے تاکہ ہم ایسی صورتِ حال سے بچنے اور اس کی اصلاح کی جدوجہد کریں۔

اب ذرا اپنے دل کو ٹٹول کے دیکھیں۔ کیا اس میں اللہ کے حبیب اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کوئی عقیدت و محبت موجود ہے؟ مجھے یقین ہے کہ یہ محبت ہر مسلمان کے دل میں موجود ہے۔ اب غور کیجئے کہ اس محبت کا تقاضا کیا ہے؟ اپنی امت کے موجودہ حال پر یقیناً آپؐ کو تکلیف ہوتی ہوگی۔ آپؐ سے محبّت کا تقاضا ہے کہ ہم موجودہ صورت حال کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اصلاح کا طریقۂ کار آپؐ کے مذکورہ بالا ارشادِ مبارک میں موجود ہے۔ قرآن اور حدیث کا علم عام ہو جائے تو قرآن کو اس کی رُوح واپس مل جائے گی۔ اور اسلام پر سے اجارہ داریاں ختم ہو جائیں گی۔ اس طرح اسلام کو بھی اپنی رُوح واپس مل جائے گی۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ علم کس طرح عام ہو؟ اس کا صرف اور صرف ایک طریقہ ہے کہ ہر وہ اُمتی جو اپنے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھوڑی سی بھی محبّت محسوس کرتا ہے وہ خود اس علم کو حاصل کرنا شروع کرے اور جتنا علم حاصل کرتا رہے اسے دوسروں

تک پہنچاتا رہے تاکہ اسلام کو نئی زندگی مل جائے ۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے پوری اُمّت کو جدوجہد کرنی ہے اور اس میں ہر اُمّتی کو اپنا حصّہ ڈالنا ہے ۔ جو اُمّتی بھی اس میں حصّہ لے گا اس کا کیا درجہ اور مقام ہوگا، یہ بات بھی مخبرِ صادق صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہم کو بتادی ہے ۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو موت آئی (اس حال میں کہ) وہ علم کو تلاش کر رہا ہے تاکہ اس کے ذریعہ وہ اسلام کو زندہ کرے تو اس کے اور انبیاء کے درمیان جنّت میں ایک درجہ کا فرق ہوگا ۔ (مشکوٰۃ باب العلم ۔ راوی حضرت حسنؓ)

اب اگر کسی کے دل میں تعلیم و تعلّم کی اس جدوجہد میں شرکت کی خواہش بیدار ہوتی ہے لیکن اپنی دفتری اور کاروباری مصروفیات کے پیشِ نظر وہ خود کو مجبور پاتا ہے تو اسے سمجھ جانا چاہیئے کہ اس کے دل میں دنیا کی محبّت اللہ اور اس کے رسولؐ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کی محبّت پر غالب آچکی ہے ۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ سورۂ توبہ کی یہ آیت مطالعہ کرے ۔

" (اے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم) کہدیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب، اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑجانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول (صلّی اللہ علیہ وسلّم) اور اس کی راہ میں جدوجہد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو (عذاب اور) انتظار کرو ۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا ۔" (آیت نمبر ۲۴)

ذہن میں یہ بات واضح کرلیں کہ اس آیت میں دنیا کی محبّت کی نفی نہیں ہے ۔ ان محبّتوں کو حرام قرار نہیں دیا گیا ہے ۔ تقاضا صرف اتنا ہے کہ ان محبّتوں کو اللہ کی محبّت پر غالب نہ آنے دیا جائے ۔ اس نقطۂ نظر سے اپنے نظام الاوقات کا ایمانداری سے تجزیہ کیجئے ۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ۲۴ گھنٹوں میں سے صرف ایک گھنٹہ آپ مطالعۂ قرآن اور دیگر دینی کتب و رسائل کے مطالعہ کے لئے وقف کرسکیں ۔ یہ بالکل ممکن ہے بشرطیکہ آپ دنیا کی محبّتوں کو ان کی حدود کے اندر رکھیں ۔

ابتدائً یہ کام مشکل اور بھاری نظر آتا ہے ۔ آدمی کی ہمّت چھوٹ جاتی ہے

© rasailojaraid.co

لیکن یقین کریں یہ صرف شیطانی وسوسہ ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۲۴ گھنٹوں میں سے صرف ایک گھنٹہ یا آدھا گھنٹہ اس کام کے لئے وقف کرنا کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ مسئلہ صرف مطالعہ شروع کرنے کا ہے۔ یہ بالکل ایسے ہے جیسے سردیوں میں نہاتے وقت بدن پر پہلا چھینٹا ڈالنا۔ ایک مرتبہ عزم صمیم کے ساتھ مطالعۂ قرآن کا آغاز کر دیں پھر آپ کو دلچسپی بھی پیدا ہو جائے گی اور یہ کام آسان معلوم ہونے لگے گا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے۔

"اور جن لوگوں نے ہمارے لئے جدوجہد کی، ہم لازماً انہیں ہدایت دینگے۔
اپنی راہوں کی اور یقیناً اللہ نیکی والوں کے ساتھ ہے۔"

(سورۂ عنکبوت۔ آیت: ۶۹)

اپنے ربّ کریم کے وعدے پر یقین کریں اور مطالعہ کا آغاز کر دیں۔ پھر آپ کے دل میں انشاء اللہ تعالیٰ خود ہی طلب پیدا ہوگی، جذبہ اور شوق بیدار ہوگا کہ آپ قرآن کا اور اس کے دین کا کسی استاد کے زیرِ نگرانی باضابطہ علم حاصل کریں۔ اس راہ میں آپ تھوڑی سی جستجو کریں گے تو آپ کو بڑی خوشگوار حیرت ہوگی کہ اگرچہ دینی مدارس میں اب تعلیم کا وہ معیار نہیں رہا اور وہاں سے سندِ فراغت حاصل کرنے والوں میں بہت سے دنیا دار بھی ہوتے ہیں تاہم ایسے علماءِ حق بھی اس دَور میں موجود ہیں جو رسوخ فی العلم رکھتے ہیں۔ آج بھی تقریباً ہر شہر اور ہر قصبہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو بڑے خلوص اور محبّت سے آپ کو یہ علم دینے کے لئے چشم براہ ہیں۔ یہ باضابطہ علم حاصل کرکے آپ اس قابل ہوں گے کہ اسے دوسروں تک پہنچا کر احیاءِ اسلام کی جدوجہد میں اس نیت سے شرکت کر سکیں کہ جنت کی دائمی سوسائٹی میں آپ کے اور انبیاء کے STATUS میں صرف ایک درجہ کا فرق ہو۔

ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے اور فیصلہ کیجئے! اِس دنیا میں ہم اپنا سب کچھ تج کے اپنے لئے کوئی بھی STATUS بنالیں وہ بہرحال یہیں رہ جائے گا۔ جنّت کی سوسائٹی میں وہ ہمارے کام نہیں آئے گا۔ وہاں پر ہمارے رتبہ کا تعیّن اس بنیاد پر نہیں ہوگا کہ اس دنیا میں ہمارا کیا درجہ اور رُتبہ تھا۔ بلکہ اس کا تعیّن ہمارے اُن اعمال کی بنیاد پر ہوگا جو اِس دنیا

(باقی صفحہ ۶۴ پر)

com